آزادی

کسے کہتے ہیں؟

12-August-2022

جمعہ کے اجتماع میں ہونے والا بیان

(For Islamic Brothers)

جمعہ کا بیان (12 اگست، 2022ء)

مَدَنی مراکِز (فیضانِ مدینہ) اور شعبہ ائمہ مساجِد کے تحت (مساجِد کے لئے)

آزادی کسے کہتے ہیں؟

اس بیان میں آپ جان سکیں گے...

✿... "بنی اِسرائیل" آزادی سے پہلے اور آزادی کے بعد

✿... پاکستان اور تحریکِ آزادی کی مختصر تاریخ

✿... آزادی کسے کہتے ہیں...؟

✿... جشنِ آزادی کیسے منائیں...؟

پیشکش

اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَۃ (اسلامک ریسرچ سنٹر)

(شعبہ بیاناتِ دعوتِ اسلامی)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی آلِكَ وَاَصْحٰبِكَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَانَبِیَّ اللّٰہ وَعَلٰی آلِكَ وَاَصْحٰبِكَ یَانُوْرَ اللّٰہ

نَوَیْتُ سُنَّتَ الْاِعْتِكَاف

درودِ پاک کی فضیلت

سردارِ مکہ، شاہِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جس نے کتاب میں مجھ پر درودِ پاک لکھا، جب تک میرا نام کتاب میں رہے گا، فرشتے لکھنے والے کے لئے دُعائے بخشش کرتے رہیں گے۔ [1]

عجب کرم ہے کہ خود مجرموں کے حامی | گناہگاروں کی بخشش کرانے آئے ہیں
وہ پرچہ جس میں لکھا تھا درود اس نے کبھی | یہ اس سے نیکیاں اس کی بڑھانے آئے ہیں [2]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

بنی اسرائیل: غلامی سے آزادی تک

پیارے اسلامی بھائیو! بنی اسرائیل اپنے دَور کی بہت بلند رُتبہ قوم ہے۔ اَصْل میں اِسْرَائِیْل حضرت یعقوب عَلَیْہِ السَّلَام کا لقب ہے، حضرت یعقوب عَلَیْہِ السَّلَام کے 12 بیٹے یعنی حضرت یُوسُف عَلَیْہِ السَّلَام اور اُن کے 11 بھائی، ان سے جو اَوْلاد چلی، 12 قبیلے بنے، انہی کو بنی اسرائیل کہا جاتا ہے۔ قرآنِ کریم میں کئی مقامات پر بنی اسرائیل کا تذکرہ ہے۔

---

1 ... معجم اَوْسط، جلد:1، صفحہ:497، حدیث:1835۔

2 ... سامانِ بخشش، صفحہ:93-94 ملتقطاً۔

بنی اِسرائیل کا آبائی وطن مُلکِ شام میں ”کَنْعَان“ نامی علاقہ تھا، جب حضرت یُوسُف عَلَیْہِ السَّلَام مِصر تشریف لائے، یہاں آپ نے اعلانِ نبوت فرمایا، اَہْلِ مِصر کو کفر و شرک سے روکا، انہیں اللہ پاک وَحْدَہٗ لَاشَرِیْك کی عِبادت کی طرف بُلایا، اللہ پاک نے حضرت یُوسُف عَلَیْہِ السَّلَام کو عَزِیْزِ مِصر (یعنی مِصر کے وَزِیرِ اعظم) کا عہدہ عطا کیا، اس وقت کا بادشاہ بھی حضرت یُوسُف عَلَیْہِ السَّلَام پر اِیمان لایا اور فرمانبردار ہو گیا، اس وقت حضرت یُوسُف عَلَیْہِ السَّلَام کے والِد حضرت یعقوب عَلَیْہِ السَّلَام، 11 بھائی اور باقی اَہْلِ خانہ مِصر تشریف لائے۔

بنی اسرائیل حضرت یعقوب عَلَیْہِ السَّلَام کی اَوْلاد تھے اور مِصر کے وَزِیرِ اعظم یعنی حضرت یُوسُف عَلَیْہِ السَّلَام کے خاندان والے بھی تھے، لہٰذا مِصر میں بنی اسرائیل کی بہت عزّت تھی، ان کا مقام و مرتبہ تھا، لوگ ان کا احترام کیا کرتے تھے۔ آخر حضرت یُوسُف عَلَیْہِ السَّلَام نے دُنیا سے پردہ فرمایا، وقت گزرتا گیا، صدیاں گزر جانے کے بعد مِصر کی حکومت ایک نہایت مَغرور اور سرکش شخص کے ہاتھ آئی، اس کا نام تھا: وَلِید بن مُصْعَب اور لقب تھا: فرعون۔ اس بدبخت نے خُدائی کا دعویٰ کیا اور بنی اسرائیل کو اپنا غُلام بنا لیا۔[1]

گدا کو بادشاہ یا بادشاہوں کو گدا کر دے | میرے مالک تُو جب چاہے کسی کو کیا سے کیا کر دے

یہ بھی قُدرت کی ایک عجیب نشانی ہے، اللہ پاک جسے چاہتا ہے بادشاہی عطا کرتا ہے، جسے چاہتا ہے غلامی کی زنجیروں میں جکڑ دیتا ہے۔

وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ
(پارہ3، سورۂ آلِ عمران:26)

ترجمہ کنزُالعِرفان: اور تُو جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے۔

1 ... تفسیر نعیمی، پارہ:1، البقرۃ، جلد:1، صفحہ:328و370 خلاصۃً۔

کسی کو تاجِ وقار بخشے، کسی کو ذِلّت کے غار بخشے
جو سب کے ماتھے پہ مُہرِ قُدرت لگا رہا ہے، وہی خُدا ہے

اَصْل میں یہ ایک امتحان ہوتا ہے، انسان کو جانچا جاتا ہے، دیکھا جاتا ہے: کون کیسا ہے؟ اللہ پاک تو سب کچھ جانتا ہے، اسے معلوم ہے کہ کون نیک ہے، کون بَد ہے، اللہ پاک جانتا ہے کہ کون واقعی نیک ہے اور کون صِرْف نیک نظر آتا ہے، اللہ پاک کو تو جانچ کی، امتحان کی حاجت ہی نہیں ہے مگر انسان کے اندر کا جو جَوہَر ہے، ایک اچھے انسان کے اندر کی جو اچھائی ہے اور ایک بُرے انسان کے اندر کا جو شیطان ہے، اسے دُنیا کے سامنے ظاہِر کیا جاتا ہے، بادشاہوں کو غُلام بنا کر، غُلاموں کو بادشاہ بنا کر اِنْسان کی حقیقت سے پردہ اُٹھایا جاتا ہے، کتنے ایسے ہیں جو بادشاہ بَن کر، کسی بڑے عہدے پر رِہ کر، منصب پر رِہ کر بڑے نیک ہوتے ہیں، بڑے شکر گزار ہوتے ہیں، بڑے رحم دِل ہوتے ہیں مگر جب ان سے بادشاہی چھن جاتی ہے، جب ان سے منصب لے لیا جاتا ہے، تب ان کے اندر کا اَصْل انسان کھل کر سامنے آتا ہے، تب یہ اپنے اُسی رَبِّ کریم سے شِکوہ کرنے لگتے ہیں، جس نے انہیں بادشاہ بنایا تھا، جس نے انہیں عہدہ اور منصب دیا تھا، یہ لوگ اصل میں اللہ پاک سے محبت کرنے والے نہیں ہوتے، یہ اپنے منصب اور عہدے سے محبت کرنے والے ہوتے ہیں، کئی لوگ ایسے ہوتے ہیں جو فقیر ہوں، غریب ہوں تو بڑے نیک ہوتے ہیں، رحم دِل، شکر گُزار ہوتے ہیں مگر جیسے ہی منصب ملتا ہے، جیسے ہی عہدہ ملتا ہے، جیسے ہی چار پیسے جیب میں آتے ہیں تو ان کے اندر کا غرور، ان کے اندر کا گھمنڈ کُھل کر سامنے آجاتا ہے، یہ بھی اللہ پاک سے محبت کرنے والے نہیں بلکہ اَصل میں اپنے اندر کی اُس

خواہش کے، اپنے اندر کے غُرور اور تکبر کے غُلام ہیں، اللہ پاک کا سچا بندہ وہ ہے جو ہر حال میں ایک جیسا رہتا ہے، جو غریب ہو تب بھی شکر گزار ہوتا ہے اور اگر اسے منصب مِل جائے، تب بھی اللہ پاک کا شکر گزار رہتا ہے۔

بنی اسرائیل کو بھی آزمایا گیا، فِرْعَون کو بھی آزمایا گیا، حضرت یُوسُف عَلَیْہِ السَّلَام جو مِصْر کے حکمران تھے، جو مِصْر کے باقاعِدہ مالِک تھے، قحط کے دِنوں میں حضرت یُوسُف عَلَیْہِ السَّلَام نے باقاعدہ مِصْر کو خریدا تھا، تمام اَہْلِ مِصْر کو خرید کر اپنا غلام بنایا تھا، پھر آزاد کر دیا تھا، اُن ہی حضرت یُوسُف عَلَیْہِ السَّلَام کی اَوْلاد کو، آپ کے بھائیوں کی اَوْلاد کو آج مِصْر ہی میں غُلام بنا دیا گیا، فِرْعَون کو مِصْر کی بادشاہی عطا کر دی گئی، یہ ایک امتحان تھا، اس امتحان میں بنی اسرائیل نے تو صبر کیا مگر فِرْعَون نے سرکشی کی، اس بدبخت نے خُدائی کا دَعْویٰ کیا، بندہ تھا، بندہ نہ بنا، خُدا بننے کی کوشش کی، اس کا غُرُور کُھل کر دُنیا کے سامنے آگیا، اس کے اندر کا گھمنڈ سَر چڑھ کر بولنے لگا۔ تب اللہ پاک نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کو نبی بنا کر بھیجا۔

حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے فِرْعَون کو حق کی جو دعوت دی، بنیادی طور پر اس دعوت کے 2 موضوع تھے: 1: فِرْعَون جو خُدائی کا دعویٰ کرتا ہے، یہ اپنے اس دعوے سے توبہ کرے، بندہ ہے، بندہ بنے، اللہ پاک وَحْدَہٗ لَاشَرِیْك کے حُضُور سَر جھکائے اور اللہ پاک کی فرمانبرداری میں آجائے 2: فِرْعَون نے بنی اسرائیل کو ناحق اپنا غُلام بنا لیا ہے، انہیں غُلامی سے آزاد کر دے۔ قرآنِ کریم میں ہے، حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا:

قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَرْسِلْ مَعِیَ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ﰅ

ترجمہ کنزُالعِرفان: بیشک میں تم سب کے پاس تمہارے رب کی طرف سے نشانی لے کر آیا

ہوں تو بنی اسرائیل کو میرے ساتھ چھوڑ دے۔ (پارہ9، سورۂ اَعْراف:105)

حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے اپنے اس دعوے پر دلائل دیئے، معجزات دکھائے، فِرْعَون کو، اس کی قوم کو سمجھایا مگر فِرْعَون ضِدّی تھا، ضِدّی ہی رہا، سرکش تھا، سرکش ہی رہا، اس کے سَر پر طاقت کا، سلطنت کا، تاج و تخت کا نشہ سُوار تھا، اس بدبخت نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کی نافرمانی کی، حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کی شان میں گستاخیاں کیں، حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کو، بنی اسرائیل کو تکلیفیں پہنچانے کی ناپاک کوشش کی، مَعَاذَ اللہ! حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کو شہید کر دینے کے منصوبے بنائے۔ جب فِرْعَون نے تمام حدیں پار کر دیں، اپنے کفر میں بالکل ڈھیٹ ہو گیا اور بنی اسرائیل کو آزاد کرنے پر کسی طرح تیار نہ ہوا تو اللہ پاک نے فِرْعَون کو اس کے لشکر سمیت دریا میں غرق کر دیا اور یہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنّم کا ایندھن بن گیا۔[1] یُوں حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے صدقے میں بنی اسرائیل کو آزادی کی نعمت نصیب ہو گئی۔

آزادی ایک نعمت ہے

پیارے اسلامی بھائیو! کفر کی غُلامی سے، کافِروں، ظالموں کی غُلامی سے آزادی مل جانا اللہ پاک کی بہت بڑی نعمت ہے۔ اللہ پاک نے سورۂ بقرہ میں بنی اسرائیل کا ذِکْر فرمایا ہے، اس میں بنی اسرائیل کو اسلام کی دعوت دی گئی، اللہ پاک نے بنی اسرائیل کو جو نعمتیں عطا فرمائیں، ان کو شُمار کیا گیا۔ ان میں پہلی جو نعمت اللہ پاک نے بیان فرمائی وہ یہی آزادی

1 ... تفصیل کے لئے دیکھئے: پارہ:9، الاعراف، آیت:104 تا 137 خلاصۃً۔

ہے۔[1] اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

وَ اِذْ نَجَّیْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ یَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ یُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَ یَسْتَحْیُوْنَ نِسَآءَكُمْؕ وَ فِیْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِیْمٌ ﴿۴۹﴾ وَ اِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَیْنٰكُمْ وَ اَغْرَقْنَاۤ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۰﴾

(پارہ1، سورۃالبقرۃ:49تا50)

ترجمہ کنزُالعِرفان: اور (یاد کرو) جب ہم نے تمہیں فرعونیوں سے نجات دی جو تمہیں بہت بُرا عذاب دیتے تھے، تمہارے بیٹوں کو ذَبح کرتے تھے اور تمہاری بیٹیوں کوزندہ چھوڑدیتےاوراس میں تمہارے رب کی طرف سے بڑی آزمائش تھی۔اور (یاد کرو) جب ہم نے تمہارے لئے دریا کو پھاڑدیا تو ہم نے تمہیں بچالیااور فرعونیوں کو تمہاری آنکھوں کے سامنے غرق کردیا۔

آزادی کے بعد بنی اسرائیل کے حالات

پیارے اسلامی بھائیو! اللہ پاک نے بنی اسرائیل کو فرعون سے، فرعون کے ظلم و ستم سے آزادی عطا فرمائی، اب انہیں چاہئے تھا کہ یہ اللہ پاک کی اس نعمت کا شکریہ ادا کرتے، اللہ پاک کے حُضور جھک جاتے، اللہ پاک کی فرمانبرداری کرتے، اللہ پاک کے اَحْکام دل و جان سے تسلیم کرلیتے مگر بنی اسرائیل نے ناشکری کی۔

❁ جب فِرْعَون غرق ہوا، بنی اسرائیل نے اسے غرق ہوتے خود دیکھا تھا، اللہ پاک نے دریا کے اندر 12 رستے بنادیئے تھے، دریا کا پانی دِیواروں کی طرح کھڑا ہو گیا تھا، درمیان میں راستے بن گئے تھے، بنی اسرائیل ان راستوں سے گزر کر آرام سے دریا پار کر رہے تھے، فرعون بھی ان کے پیچھے دریا میں داخِل ہوا، اِدھر بنی اسرائیل دریا کے دوسرے

[1]... تفسیرِ کبیر، پارہ:1، البقرۃ، زیرِ آیت:49، جلد:1، صفحہ:504، ماخُوذًا۔

کنارے سے باہَر نکلے، اُدھر دریا کا پانی آپس میں مِل گیا اور فرعون اپنے لشکر سمیت غرق ہو گیا،(1) یہ عبرتناک منظر اور حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کا عظیمُ الشَّان معجزہ بنی اسرائیل نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا مگر یہاں سے تھوڑا ہی آگے گئے، دیکھا: ایک قوم ہے جو جھوٹے خُداؤں کی پوجا میں مصروف ہے، شِرک کر رہی ہے، یہ دیکھ کر بنی اسرائیل بولے:

یٰمُوۡسَی اجۡعَلۡ لَّنَاۤ اِلٰـهًا کَمَا لَهُمۡ اٰلِهَةٌ ؕ (پارہ9، سورۃ الاعراف:138)	ترجمہ کنزُالعِرفان: اے موسیٰ! ہمارے لئے بھی ایسا ہی ایک معبود بنادو جیسے ان کے لئے کئی معبود ہیں۔

اَللّٰہُ اَکْبَر! ابھی ایک کافِر کا اَنجام دیکھ کر آرہے ہیں اور جرأت دیکھئے کہ اللہ پاک کے نبی، حضرتِ موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام سے شِرک کی اجازت مانگ رہے ہیں۔

❀ اللہ پاک نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کو تورات شریف عطا فرمانے کے لئے کوہِ طُور پر بُلایا، حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام 40 دِن کوہِ طُور پر تشریف فرما رہے، پیچھے سے بنی اسرائیل بھٹک گئے، سامری نام کے ایک جادُو گر نے ان کے لئے دھات کا ایک بچھڑا بنایا، بنی اسرائیل نے اس بچھڑے کو ہی خُدا مان لیا۔(2)

❀ بنی اسرائیل کو تَورات شریف عطا کی گئی، تَورات شریف 4 بڑی آسمانی کتابوں میں سے سب سے پہلی آسمانی کتاب ہے، بنی اسرائیل نے اس پر عمل کرنے سے صاف صاف انکار کر دیا، اللہ پاک نے کوہِ طُور کو جڑ سے اُٹھا کر ان کے سروں پر لٹکا دیا اور فرمایا:

خُذُوۡا مَاۤ اٰتَیۡنٰكُمۡ بِقُوَّةٍ وَّ اذۡكُرُوۡا مَا فِیۡهِ	ترجمہ کنزُالعِرفان: مضبوطی سے تھامو اس (کتاب) کو جو ہم نے تمہیں عطا کی ہے اور جو کچھ اس میں

1 ... تفسیر نعیمی، پارہ:1، البقرۃ، زیرِ آیت:50، جلد:1، صفحہ:378، خلاصۃً۔
2 ... تفصیل کے لئے دیکھئے: پارہ:16، سورۂ طٰہٰ، آیت:77 تا 87۔

(پارہ1،سورۃالبقرۃ:63)	بیان کیا گیا ہے اسے یاد کرو۔

اس وقت اس ڈر سے کہ کوہِ طُور ہمارے اُوپر نہ گرا دیا جائے، انہوں نے تَوْرات شریف پر عمل کرنے کا وعدہ کر لیا مگر پھر اپنے وعدے سے پھر گئے۔[1]

غرض: آزادی جو ایک بڑی نعمت تھی، بنی اسرائیل کو چاہیے تھا اس کا شکر ادا کرتے مگر انہوں نے نافرمانی کی، حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کی نافرمانی کی، اللہ پاک کی کتاب تورات شریف پر عمل کرنے سے انکار کیا، آخر اِن پر اللہ پاک کا غضب ہوا اَوْر ان پر ذِلَّت مُسَلَّط کر دی گئی، اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

ضُرِبَتْ عَلَیْهِمُ الذِّلَّةُ وَ الْمَسْكَنَةُ ۗ وَ بَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ؕ (پارہ1،سورۃالبقرۃ:61)	ترجمہ کنزُالعِرفان: ان پر ذلت اور غربت مسلط کر دی گئی اور وہ خدا کے غضب کے مستحق ہو گئے۔

بنی اسرائیل پر یہ ذِلّت کیوں مُسَلَّط کی گئی، ان پر اللہ پاک کا غضب کیوں ہوا، اس کا سبب بھی اللہ پاک نے ساتھ ہی بیان فرما دیا، ارشاد ہوتا ہے:

ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا یَعْتَدُوْنَ ﴿۶۱﴾ (پارہ1،سورۃالبقرۃ:61)	ترجمہ کنزُالعِرفان: یہ اس وجہ سے تھی کہ انہوں نے نافرمانی کی اور مسلسل سرکشی کر رہے تھے۔

جو کچھ ہیں وہ سب اپنے ہی ہاتھوں کے ہیں کرتوت　　شکوہ ہے زمانے کا نہ قسمت سے گلہ ہے
دیکھے ہیں یہ دِن اپنی ہی غفلت کی بدولت　　سچ ہے کہ بُرے کام کا انجام بُرا ہے

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِیْب!　　صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّد

1 ...تفصیل کے لئے دیکھئے: پارہ:1، البقرۃ، آیت:63تا64۔

پاکستان اور تحریکِ آزادی کی مختصر تاریخ

پیارے اسلامی بھائیو! 2 دِن کے بعد ہمارا بھی یومِ آزادی ہے، ہمارا پیار مُلک ”اسلامی جمہوریہ پاکستان“ 14 اگست، 1947ء کو آزاد ہوا یعنی ہمیں آزادی کی نعمت نصیب ہوئے 74 سال ہونے والے ہیں، اس بات میں کوئی شک نہیں کہ بنی اسرائیل کی آزادی میں اور پاکستان کی آزادی میں زمین آسمان کا فرق ہے، بنی اسرائیل کو فِرعَون سے آزاد کروانے والے اللہ پاک کے نبی حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام تھے اور پاکستان کی آزادی کے لئے کوشش کرنے والے نبی نہیں تھے بلکہ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کے غُلام اور امامُ الانبیاء، محبوبِ خُدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ماننے والے تھے، کوئی بھی غیرِ نبی ہر گز ہر گز نبی کے برابر نہیں ہو سکتا، اس لئے بنی اسرائیل کی آزادی میں اور پاکستان کی آزادی میں زمین آسمان کا فرق ہے مگر بنی اسرائیل کی آزادی میں، آزادی کے بعد ان کے کردار میں ہمارے لئے عِبرت اور نصیحت ہے، اس سے ہمیں پتا چلتا ہے کہ آزادی کہتے کسے ہیں؟ آزادی ملنے پر کیا کرنا چاہیے؟ آزادی ملنے کے بعد زِندگی کا انداز کیسا ہونا چاہیے؟

ذرا پاکستان کی تاریخِ آزادی پر نظر ڈالئے! 1857ء میں آزادی کے لئے پہلی اجتماعی اور مُنَظَّم کوشش کی گئی، اس آزادی کے لئے سب سے پہلے جنہوں نے آواز اُٹھائی وہ تھے: بہت بڑے عاشِقِ رسول، ماہِرِ عالِمِ دِین حضرت عَلَّامہ فَضْلِ حق خیر آبادی رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ۔ عَلَّامہ فضل حق خیر آبادی رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ نے کافِروں کے خِلاف ایک فتویٰ لکھا، بَرِّ صَغِیر کے بڑے بڑے عُلَمائے کرام نے اس فتوے کی تصدیق اور تائید کی، سیدی اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، امام احمد رضا خان رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ اس وقت دُنیا میں تشریف لا چکے تھے، اعلیٰ حضرت کی

وِلادت 1856ء میں ہوئی اور آزادی کی یہ پہلی کوشش 1857ء میں کی گئی، یعنی اس وقت اعلیٰ حضرت رَحمۃُاللہِ عَلَیْہ کی عمر مبارک 1 سال تھی، اعلیٰ حضرت کے دادا جان حضرت مولانا مفتی رضا علی خان رَحمۃُاللہِ عَلَیْہ نے اور آپ کے والدِ محترم مولانا نقی علی خان رَحمۃُاللہِ عَلَیْہ نے اس فتوے کی تائید کی۔[1]

آزادی کی اس کوشش میں مسلمانوں کو ناکامی کا سامنا کرنا پڑا، علّامہ فَضْلِ حق خیر آبادی رَحمۃُاللہِ عَلَیْہ کو سخت سزائیں دی گئیں، علّامہ کفایت علی کافِی رَحمۃُاللہِ عَلَیْہ اور دیگر کئی عُلَمائے کرام کو مَعَاذَ اللہ! شہید کر دیا گیا، ایک اندازے کے مطابق اُس وقت اَہلسنت کے تقریباً 22ہزار عُلَمائے کرام شہید ہوئے۔[2]

پیارے اسلامی بھائیو! یہ تحریکِ آزادی کی پہلی قربانیاں تھیں، اس وقت اگرچہ بظاہِر ناکامی ہوئی مگر ایک مسلمان جس کے دِل میں ایمان پختہ ہو، جس کا یقین پختہ ہو وہ ناکامیوں سے گھبراتا نہیں بلکہ مزید آگے قدم بڑھاتا ہے، ڈاکٹر اقبال نے بڑی خوبصورت بات کہی:

جھپٹنا، پلٹنا، پلٹ کر جھپٹنا | لہو گرم رکھنے کا ہے اِک بہانہ

عُقَاب جسے پرندوں کا بادشاہ کہا جاتا ہے، یہ اپنے شکار پر حملہ کرتا ہے، پھر واپس پلٹتا ہے، پھر حملہ کرتا ہے، پھر پلٹتا ہے، ڈاکٹر اقبال نے اس کی مثال دی کہ عُقاب کا یُوں جھپٹنا، پلٹنا، ناکامی نہیں بلکہ یہ اس کی ورزش ہے جس سے عُقاب اپنے خون کی گردش (Blood Circulation) کو برابر رکھتا ہے، اسی طرح بندۂ مؤمن بھی اپنے مقصد کی طرف بڑھتا ہے، ناکامی ہوتی ہے، پھر بڑھتا ہے، ناکامی ہوتی ہے، پھر بڑھتا ہے، مؤمن ہار نہیں مانتا، کوشش کرتا رہتا ہے، کرتا رہتا

---

1 ... تخلیقِ پاکستان میں علماءِ اہلسُنّت کا کردار، صفحہ:2۔

2 ... تحریکِ آزادی 1857ء میں علما کا مجاہدانہ کردار، صفحہ:22 تا 23 و 29 ملتقطاً۔

ہے، آخر کامیاب ہو ہی جاتا ہے۔

1857ء میں اگرچہ مسلمانوں کو ناکامی ہوئی مگر مسلمان پیچھے نہیں ہٹے، مسلمانوں نے آزادی کی کوشش جارِی رکھی، کافِروں نے جب دیکھا کہ مسلمانوں کے اندر سے آزادی کا جذبہ کسی طرح کم نہیں ہوتا، تب انہوں نے مسلمانوں کی اَصل طاقت کو توڑنے کا، یعنی مسلمانوں کے ایمان کمزور کرنے کا، مسلمانوں کے اندر سے عشق رسول کا جذبہ کمزور کرنے کا منصوبہ بنایا، اس کے لئے کافِروں نے اپنے پڑھے لکھے لوگ عوام کے اندر اُتار دیئے، یہ لوگ اسلام کی تعلیمات پر اعتراض کرنے لگے، قرآنِ کریم پر، پیارے آقا، مکی مدنی مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پاکیزہ سیرت پر اعتراض ہونے لگے، یُوں عوام کے ذِہنوں میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کی کوشش ہونے لگی۔[1]

اسی دوران تحریکِ خِلافت چلی، تحریکِ ترکِ مَوَالات چلی، تحریکِ ہجرت چلی، ان تحریکوں کے ذریعے مسلمانوں کو ورغلایا گیا، بہت سارے مسلمان اس سازش کا شکار ہو گئے، کئی ایک لیڈر بھی کافِروں کے اس جال میں پھنس گئے، قائدِ اعظم محمد علی جناح اور ڈاکٹر محمد اقبال ان تحریکوں کو مسلمانوں کے لئے سخت نقصان دِہ سمجھ رہے تھے، جب تحریکِ ترکِ موالات چلی، کانگریس نے بھی اس میں حِصَّہ لیا، اسی وقت قائدِ اعظم نے کانگریس سے اپنا تعلق ختم کر لیا لیکن اس وقت سخت فتنے تھے، فتنوں کی گویا آندھی چل رہی تھی، کافِر مسلمانوں کو آزادی کا لالچ دے کر اُن کے دِین سے، اُن کے مذہب سے، اُن کے ایمان سے دُور کر رہے تھے، گلیوں سڑکوں پر جلوس نکالے جا رہے تھے، بہت سارے مسلمان

---

1 ... تحریکِ پاکستان میں علماءِ کرام کا کردار، صفحہ: 58بتغیر قلیل۔

کہلانے والے، بظاہِر کلمہ پڑھنے والے کافِروں کو اپنا پیشوا مان رہے تھے، کافِروں کو منبر پر بٹھایا جارہا تھا، مسجدوں میں کافِروں کے حق میں نعرے لگائے جارہے تھے، اگر اس وقت کافِروں کی یہ سازش کامیاب ہو جاتی تو مسلمانوں کو آزادی تو کیا ملتی، الٹا اپنے دِیْن اور ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتے، اس لئے آزادی کی تاریخ میں یہ سخت مشکل وقت تھا، اس مشکل وقت میں ایک شخصیت میدان میں تھی اور وہ تھے: ہمارے آقا، اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت امام احمد رضا خان رَحمۃُاللہِ عَلَیْہ۔ تحریکِ خِلافت چلی، اعلیٰ حضرت رَحمۃُاللہِ عَلَیْہ نے "دَوَامُ الْعَیْش" نامی رسالہ لکھ کر مسلمانوں کی رہنمائی فرمائی، تحریکِ ترکِ موالات چلائی گئی تو اعلیٰ حضرت نے رسالہ لکھا: نَابِغُ النُّوْر۔ اس میں کافِروں کے بچھائے گئے جال کے تار بکھیرے گئے، تحریکِ ہجرت چلائی گئی تو اعلیٰ حضرت رَحمۃُاللہِ عَلَیْہ نے رسالہ لکھا: اِعْلَامُ الْاَعْلَام۔ اس رسالے نے کافِروں کی سازش کو تار تار کر کے رکھ دیا، یہ تینوں رسالے آج بھی فتاویٰ رضویہ شریف کی جلد: 14 میں جگمگا رہے ہیں۔

جو کافِر قرآن و سُنَّت پر اعتراض کر کے مسلمانوں کا ایمان کمزور کرنے کی سازش کر رہے تھے، اعلیٰ حضرت رَحمۃُاللہِ عَلَیْہ نے انہیں منہ توڑ جوابات دیئے، کافِروں نے پیارے آقا، مکی مدنی مصطفےٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بے عیب ذات میں مَعَاذَ اللہ! عیب نکالنے کی ناپاک جسارت کی، اعلیٰ حضرت رَحمۃُاللہِ عَلَیْہ نے انہیں منہ توڑ جواب دے کر ناموسِ رسول پر، اپنے آقا و مولیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عزّت پر پہرا دیا۔ کافِروں نے مسلمانوں کی معیشت پر حملہ کیا، اعلیٰ حضرت نے اس کا رَدّ کیا، کافِروں نے مسلمانوں کے تعلیمی ادارے، سکول، کالج وغیرہ بند کروائے اور وہ بھی خود بند نہ کئے، مسلمانوں ہی کے ہاتھوں

بند کروائے، قرآنِ کریم کی غلط تفسیریں کیں، قرآنی آیات کے مَعَانِی بدلے، مسلمانوں کا ذہن بنایا کہ قرآنِ کریم اس وقت تمہیں تمہارے تعلیمی ادارے بند کرنے کا، تمہارے کاروبار بند کرنے کا حکم دیتا ہے، لہٰذا تم اس پر عمل کرو۔ اس وقت پُورے بَرِّ صغیر میں مسلمانوں کے چند ہی سکول و کالج تھے، انہیں بھی بند کیا جانے لگا تو ڈاکٹر اقبال نے اس کی شدید مخالفت کی اور لاہور کے اسلامیہ کالج کے ایک استاد کے ذریعے اعلیٰ حضرت رَحمۃُاللہِ عَلَیْہ سے اس بارے میں فتویٰ پوچھا، اعلیٰ حضرت رَحمۃُاللہِ عَلَیْہ نے قرآن و سُنَّت کی روشنی میں جواب دیا اور کافِروں کی سازش کو ناکام بنایا۔[1]

ایک طرف اعلیٰ حضرت رَحمۃُاللہِ عَلَیْہ عِلْم کے دریا بہا کر مسلمانوں کا اِیْمان بچا رہے تھے اور دوسری طرف اپنے محبوب آقا، مکی مدنی مصطفےٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نعتیں لکھ کر، شاعِری کی صُورت میں شانِ مصطفےٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بیان کر کے مسلمانوں کے دِل میں عشقِ رسول کو گرما رہے تھے، اعلیٰ حضرت رَحمۃُاللہِ عَلَیْہ کے خُلَفَاء، اعلیٰ حضرت رَحمۃُاللہِ عَلَیْہ کے مُرِید، اعلیٰ حضرت رَحمۃُاللہِ عَلَیْہ کے چاہنے والے دیگر علمائے اَہلسنت اعلیٰ حضرت کی تعلیمات کو بَرِّ صغیر کے چپے چپے میں پھیلا رہے تھے، خطیب حضرات منبروں پر، محفلوں میں ان تعلیمات کو عام کر رہے تھے، نعت خواں حضرات اعلیٰ حضرت رَحمۃُاللہِ عَلَیْہ کی لکھی ہوئی نعتیں پڑھ کر مسلمانوں کے عشقِ رسول کو گرما رہے تھے۔

دو قومی نظریہ اور اس کی وضاحت

دسمبر 1928ء میں ڈاکٹر اقبال نے ایک کانفرس کے دوران دو قومی نظریہ بیان

1 ... تحریکِ پاکستان میں علماء کرام کا کردار، صفحہ:106۔

کیا،[1] پھر 1930ء میں اِلٰہ آباد کی کانفرس میں باقاعدہ طور پر عوام کے سامنے ڈاکٹر اقبال نے دو قومی نظریے کا اعلان کیا۔

یہ دو قومی نظریہ ڈاکٹر اقبال کی اپنی سوچ اور فِکْر نہیں تھی، اَصْل میں دو قومی نظریہ قرآن وحدیث کی تعلیم ہے، 28وِیں پارے میں سورۃ ہے: سورۂ مُمْتَحِنَہ۔ اس سُورۂ مبارکہ کو پڑھیں، سمجھیں، دو قومی نظریہ جو پیش کیا گیا، اس کی بھرپُور وضاحت سورۂ مُمْتَحِنَہ میں موجود ہے۔ تحریکِ آزادی کے عرصے میں سب سے پہلے سیدی اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنت رَحمۃُاللہِ عَلَیْہ نے دو قومی نظریہ پیش کیا، 1897ء میں یعنی ڈاکٹر اقبال کے دو قومی نظریہ پیش کرنے سے 29 سال پہلے پٹنہ میں ایک کانفرس ہوئی، جس میں اعلیٰ حضرت رَحمۃُاللہِ عَلَیْہ نے باقاعدہ سے دو قومی نظریہ بیان فرمایا، فتاویٰ رضویہ، جلد: 14 میں سیدی اعلیٰ حضرت رَحمۃُاللہِ عَلَیْہ کا ایک رسالہ ہے: اَلْمَحَجَّةُ الْمُؤْتَمِنَہ، یہ رسالہ اعلیٰ حضرت رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ نے 1920ء میں لکھا، اس میں سورۂ مُمْتَحِنَہ کی چند آیات کی تفسیر ہے اور ان کی روشنی میں دو قومی نظریہ کی بھرپُور وضاحت کی گئی ہے۔[2]

اَصْل میں 1857ء میں جب تحریک آزادی شروع ہوئی، اس وقت سے لے کر ڈاکٹر اقبال کے دو قومی نظریہ بیان کرنے تک مسلمان پُورے بَرِّ صغیر کی آزادی کا مطالبہ کر رہے تھے، ڈاکٹر اقبال نے دو قومی نظریہ میں اَصْل یہ وضاحت کی کہ اب سے مسلمان پُورے بَرِّ صغیر کی آزادی کی بجائے اپنے لئے علیحدہ وَطَن کا مطالبہ کریں، یعنی ڈاکٹر اقبال نے مُطَالبہ تبدیل کیا، پہلے دو قومی نظریہ کی بنیاد پر پُورے بَرِّ صغیر کی آزادی کا مطالبہ تھا،

---

1 ... تحریکِ پاکستان میں علماءِ کرام کا کردار، صفحہ: 203۔
2 ... تحریکِ پاکستان میں علماءِ کرام کا کردار، صفحہ: 202و210۔

اب اسی دو قومی نظریہ کی بنیاد پر علیحدہ وَطن کا مُطالبہ شروع ہوا یا یُوں کہہ لیجئے کہ پہلے تھی: تحریکِ آزادی۔ اب صِرف تحریک آزادی نہیں بلکہ تحریکِ پاکستان بھی بَن گئی۔

بَس اب کیا تھا؛ مسلمانوں کے دِل میں اپنے علیحدہ وَطن کی خواہش اُبھری اور دیکھتے ہی دیکھتے پُورے برِّصغیر میں پھیل گئی، کیا بچے، کیا جوان، کیا بوڑھے ہر ایک کی زبان پر بَس ایک ہی نعرہ تھا: لے کے رہیں گے پاکستان، بَن کے رہے گا پاکستان۔

پاکستان کا مطلب کیا: لَا اِلٰهَ اِلَّا الله۔ کون ہمارے راہنما: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ الله۔

تحریکِ پاکستان اور علمائے اہلسنت

اس وقت تک اعلیٰ حضرت رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ دُنیا سے پردہ فرما چکے تھے، البتہ اعلیٰ حضرت رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ نے ایک تنظیم بنائی تھی۔ یہ تنظیم اعلیٰ حضرت رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ کے ہونہار شاگردوں، ماہِر عُلَمائے اہلسنت پر مشتمل تھی، اس تنظیم نے تحریکِ پاکستان میں بھرپُور حصہ لیا۔ (1)

❊.. صَدرُ الْاَفَاضِل مولانا نعیم الدین مراد آبادی ❊.. مفتی احمد یار خان نعیمی ❊.. خلیفۂ اعلیٰ حضرت مولانا عبد العلیم میرٹھی ❊.. مولانا شاہ احمد نورانی، ان کے والِد، ان کے تایا وغیرہ ❊.. مولانا دیدار علی شاہ ❊.. محدثِ اعظم ہند محدث کچھوچھوی ❊.. مُحَدِّث علی پُوری ❊.. اَبُوالْحَسَنات سید احمد قادری ❊.. عَلَّامہ عبد الغفور ہزاروی ❊.. عَلّامہ عبد الستار خان نیازی ❊.. خواجہ قمر الدین سیالوی ❊.. پیر جماعت علی شاہ ❊.. عَلّامہ سید احمد سعید کاظمی ❊.. پیر صاحب مانکی شریف، ❊.. پیر صاحب زکوڑی شریف رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن اور ان کے علاوہ سینکڑوں عُلَما و مَشَائِخ اہلسنت نے تحریک پاکستان میں خوب حِصّہ لیا، برِّصغیر کے گوشے گوشے میں تقریریں ہونے لگیں، نظمیں پڑھی جانے لگی، مسلمانوں

(1) ... تحریکِ پاکستان میں علماءِ کرام کا کردار، صفحہ: 202۔

کے دِلوں میں پاکستان کی محبت ڈالی گئی بلکہ عُلَمائے اہلسنت کے متعلق تو کتابوں میں یہاں تک بھی لکھا ہے کہ 1946ء میں جب تحریکِ پاکستان اپنے آخری مراحِل پر تھی، اس وقت علمائے کرام نے گھر گھر جا کر بھی دعوتیں دیں اور مسلمانوں میں تحریکِ پاکستان کی، اسلامی جمہوریہ پاکستان کی محبت بیدار کی۔[1] خلیفۂ اعلیٰ حضرت مولانا عبد العلیم میر ٹھی رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ قائدِ اعظم محمد علی جناح کے باقاعِدہ رفیق تھے، قائدِ اعظم نے انہیں بیرونِ ممالک سَفیر بنا کر بھیجا، عبد العلیم میر ٹھی رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ نے دوسرے ملکوں میں جا کر نظریۂ پاکستان اور تحریکِ پاکستان کے اُصول و مقاصِد بیان کئے، اس وقت قائدِ اعظم نے علّامہ عبد العلیم میر ٹھی رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ کو سَفیرِ اِسلام کا خطاب دیا۔[2] پاکستان بننے سے چند ماہ پہلے جو حج ہوا، اس وقت تحریکِ پاکستان اپنے آخری مراحل پر تھی اور کافِر پُورا زَور لگا رہے تھے کہ پاکستان نہ بنے، اُس وقت امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے پیر صاحب قُطبِ مدینہ، سیدی ضیاءُ الدّین مدنی رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ کی دُعاؤں نے بڑا کام دکھایا، اُس سال جو مسلمان برِّ صغیر سے حج کے لئے حاضِر ہوئے، ان میں سے بعض عاشقانِ رسول نے سیدی قطبِ مدینہ رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ کی خِدمت حاضِر ہو کر عرض کیا: حُضُور! تحریکِ پاکستان آخری مراحل میں ہے اور کافِر پُوری طاقت کے ساتھ پاکستان کے خِلاف کھڑے ہیں، دُعا فرمائیے کہ مسلمانوں کی مشکلات آسان ہو جائیں۔ عاشقانِ رسول کی درخواست پر سیدی قطبِ مدینہ رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ روضۂ رَسُول پر حاضِر ہوئے، خوب دل جمعی کے ساتھ پاکستان کے لئے دُعا کی، پھر عاشقانِ رسول سے فرمایا: فِکْر نہ کرو! اِنْ شَآءَ اللہُ الْکَرِیْم! پاکستان ضرور بنے گا، کوئی بھی دُشمن

1 … تحریکِ پاکستان میں علماءِ کرام کا کردار، صفحہ: 211تا212۔
2 … تخلیقِ پاکستان میں علماءِ اہلسنّت کا کردار، صفحہ: 11۔

طاقت پاکستان کو بننے سے نہیں روک سکتی۔ [1]

بزرگوں کی دُعائیں قبول ہوئیں، عُلَما و مَشائِخ، عوام اور مُسْلِم راہنماؤں بالخصوص قائدِ اعظم محمد علی جناح کی کوششیں رنگ لائیں اور 14 اگست، 1947ء کو رمضان المبارک کی 27 وِیں شب تھی، مسلمان شبِ قَدَر منا رہے تھے، مسجدوں میں عبادت ہو رہی تھی کہ رات 12 بجے اعلان ہو گیا: الحمد للہ! مسلمانوں کا علیحدہ اسلامی ملک اسلامی جمہوریہ پاکستان مَعرِضِ وُجُود میں آچکا ہے۔

کبریا کا لطف تھا اور رحمتِ شاہِ زمَن
ہم کو سینتالیس میں حاصِل ہوا اپنا وَطن
ہم پہ جِدّ و جُہدِ آزادی میں تھے سایہ فگن
اَولیائے اُمّتِ اَحْمد، صحابہ، پنج تن
اہلسنت و الجماعت کی مقاصد سے لگن
رنگ کیسے لے نہ آتی، کیوں نے مل جاتا وطن
سینکڑوں پیروں، ہزاروں عالموں کی دوڑ دھوپ
تھی نتیجہ خیز، ہم نے لے لیا اپنا وطن

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

آزادی کے بعد ہمارا حال

اے عاشقانِ رسول! یہ ہے ہماری، ہمارے مُلک کی آزادی کی مختصر داستان۔ ہمیں آزادی کی نعمت حاصِل ہوئے 74 سال ہونے والے ہیں، اب ہم نے بنی اسرائیل کے ساتھ اپنا موازنہ کرنا ہے ❋...بنی اسرائیل کو فِرْعَون سے آزادی ملی، ہمیں کافِر حکومتوں سے آزادی نصیب ہوئی ❋...بنی اسرائیل کے نبی ہیں: حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام، ہمارے نبی ہیں: اَحْمد مجتبیٰ، مُحَمَّد مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ❋...بنی اسرائیل کو کتاب ملی: تورات

[1] ...تحریکِ پاکستان میں عُلَما کا کردار، صفحہ: 237۔

شریف۔ ہمارے پاس اللہ پاک کی کتاب ہے: قرآنِ کریم۔

بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کی نافرمانی کی، تورات کے اَحکام پر عمل نہ کیا، اللہ پاک کے نافرمان ہوئے، آزادی کی نعمت کا شکر ادا نہ کیا، انجام کیا ہوا؟

ضُرِبَتْ عَلَیْهِمُ الذِّلَّةُ وَ الْمَسْكَنَةُ ۗ وَ بَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ؕ (پارہ 1، سورۃ البقرۃ: 61)

ترجمہ کنزُالعِرفان: ان پر ذلت اور غربت مسلط کر دی گئی اور وہ خدا کے غضب کے مستحق ہوگئے۔

اب ہر کوئی اپنے متعلق غور کرے! ہم قرآنِ کریم پر کتنا عمل کرتے ہیں؟ ہم اپنے آقا و مولیٰ، مُحَمَّد مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے کتنے فرمانبردار ہیں؟ ہم نمازیں کتنی پڑھتے ہیں؟ ہم روزے کتنے رکھتے ہیں، حج کا جذبہ ہمارے اندر کتنا ہے، زکوٰۃ کی ادائیگی میں کیا صورتحال ہے؟ جھوٹ، غیبت، چغلی، وعدہ خلافی، حسد، تکبر، خود پسندی، فلمیں ڈرامے، گانے باجے، بے پردگی، بے حیائی، فیشن پرستی، بے ایمانی، دو نمبری، بدکاری، شراب، سُود، رشوت، حرام کمائی، لڑائی جھگڑے، گالی گلوچ، قتل و غارت گری وہ سب کام جن سے قرآن و حدیث میں منع کیا گیا، ہم اِن سے کتنا بچتے ہیں۔ والدین کی عزت، پڑوسیوں کے حقوق، دوستوں کے حقوق، رشتہ داروں کے حقوق، اَہلِ محلہ کے حقوق، مسلمان کی خیر خواہی، غریبوں سے محبت، بڑوں سے محبت، چھوٹوں پر شفقت وہ تمام کام جو کرنے کا ہمیں حکم دیا گیا، ہم اُن پر کتنا عمل کرتے ہیں۔

آہ! سنجیدگی کے ساتھ ہم اپنا مُحاسَبہ کریں تو پتا چلتا ہے کہ بنی اسرائیل کی طرح ہماری حالت بھی سخت افسوسناک ہے بلکہ انتہائی افسوس کی بات تو یہ ہے کہ آزادی کی نعمت جس کا ہم نے شکر ادا کرنا تھا، ہم نے اس آزادی کا مفہوم ہی بدل کر رکھ دیا، آج بالکل بے لگام

ہو جانے کو آزادی کہا جارہا ہے، سیکولر اِزم (Secularism)کو، لبرل ازم (Liberalism)کو آزادی کہا جارہا ہے۔

آزادی کسے کہتے ہیں؟

کیا آپ جانتے ہیں: آزادی کہتے کسے ہیں؟ آزادی (Freedom) یہ اَصْل میں سوشیالوجی (Sociology) کی ایک اِصطلاح ہے۔ سوشیالوجی میں آزادی کی دو قسمیں ہیں:

1: **Political Freedom** (سیاسی آزادی): جب ایک قوم کسی دوسری قوم کے زیرِ حکومت ہوتی ہے، وہ اپنی مرضی سے زِندگی نہیں گزار سکتی، اس کو دوسری حاکم قوم کی مرضی سے جینا پڑتا ہے، اگر اس قوم کو حاکم قوم سے سیاسی اور حکومتی طَور پر آزادی مِل جائے، ان کی اپنی حکومت ہو جائے تو اسے **Political Freedom** (سیاسی آزادی) کہا جاتا ہے۔ 2: **Personal Freedom** (شخصی آزادی): جیسے پہلے دَور میں غُلام باقاعدہ خریدے جاتے تھے، اُس غلامی سے آزادی کو **Personal Freedom** (شخصی آزادی) کہا جاتا ہے۔

ہمیں جو آزادی کی نعمت حاصِل ہوئی وہ **Political Freedom** سیاسی یا حکومتی آزادی ہے، جیسے بنی اسرائیل اِیمان والے تھے، فِرْعون کے زیرِ حکومت رِہ رہے تھے، اسی طرح مغلیہ سلطنت کے زوال کے بعد بَرِّ صغیر پر کافِروں کی حکومت آئی اور مسلمان اِن کافِروں کے زَیرِ حکومت آ گئے، اب مسلمانوں کو اِن کافِروں کے بنائے ہوئے قوانین کے مطابق زِندگی گزارنی پڑتی تھی، ظاہِر ہے کافِر جو قانون بنائے گا وہ قرآن وسُنّت کے مطابق تو نہیں ہوں گے، اس لئے مسلمانوں کو قرآنِ کریم پر، سُنّتوں پر، اپنے دِین کی تعلیمات پر

آزادی کے ساتھ عمل کرنے میں دُشواریاں تھیں، کافِر حکومت جب چاہتی، جس دِینی مسئلے میں چاہتی رُکاوٹ کھڑی کر دیتی تھی، اَصْل جو آزادی ہمیں حاصِل ہوئی وہ یہی ہے کہ ہمیں کھل کر اپنے دِین پر عمل کرنے میں کوئی رُکاوٹ نہ ہو، قانون بھی مسلمانوں کا ہو، قانون ساز بھی مسلمان ہوں اور قانون پر عمل کرنے والے بھی مسلمان ہوں۔ دو قومی نظریہ جو پاکستان کی اَصْل بنیاد ہے، اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ مسلمان ایک علیحدہ قوم ہیں، کافِر ایک علیحدہ قوم ہیں، لہٰذا مسلمانوں کا وَطَن بھی علیحدہ ہو جہاں یہ آزادی کے ساتھ اپنے مذہب کے مطابق، اپنی تہذیب کے مطابق، اپنے علیحدہ طرزِ زِندگی کے مطابق یعنی قرآن و سُنّت کی تعلیم کے مطابق زِندگی گزار سکیں۔

ایک بار قائدِ اعظم محمد علی جناح نے لاہور میں تقریر کرتے ہوئے کہا:

Our God is Separate. Our Rasool is Separate

ہمارا خدا الگ، ہمارے رسول الگ (یعنی ہم ایک خُدا کو ماننے والے ہیں، ہم غُلامانِ مصطفٰے ہیں)

Our Religion is Separate. Our Culture is Separate

ہمارا دِین جُدا، ہماری ثقافت، طرزِ زِندگی الگ ہے۔

Therefore we want a separate state. in which we can live Islamic life.(1)

اس لئے ہم اپنا علیحدہ ملک چاہتے ہیں، جہاں ہم اپنے دِین کے مطابق اسلامی زندگی گزار سکیں

یہ ہے آزادی، ایک بھرپُور اسلامی زِندگی گزارنے کی آزادی۔ اس آزادی کے لئے تقریباً 100 سال مسلمانوں نے جدّ و جُہد کی، اس آزادی کے لئے ہی 1857ء میں 22 ہزار عُلَمائے کرام شہید ہوئے۔ دوسرے **لفظوں میں یُوں کہہ لیجئے** کہ آزادی جو ہمیں اللہ پاک

(1)... تحریکِ پاکستان میں علماءِ کرام کا کردار، صفحہ:192۔

نے عطا فرمائی، جس آزادی کے لئے پاکستان بنا تھا، وہ اَصْل میں **غُلامیٔ مصطفےٰ** کا نام ہے۔ جب بَرِّ صغیر میں مسلمانوں پر کافِر حکومت کر رہے تھے، اس وقت ہم آزادی سے غُلامیٔ مصطفےٰ کا کُھل کر اِظْہار نہیں کرسکتے تھے، اللہ پاک نے ہمیں علیحدہ سے آزاد ملک عطا فرمایا تاکہ ہم پُوری آزادی کے ساتھ غلامیٔ مصطفےٰ کا اِظْہار کر سکیں، ہمیں نمازیں پڑھنے میں رُکاوٹ نہ ہو، روزے رکھنے میں رکاوٹ نہ ہو، قربانی کرنے میں رکاوٹ نہ ہو، اِسلام کی دیگر تعلیمات پر عمل کرنے میں ہم پر کوئی رُکاوٹ نہ ہو، ہم آزادی سے قرآنِ کریم کے مُطابق، حدیثِ رسول کے مطابق، اپنے بزرگوں کی سیرت سے رہنمائی لیتے ہوئے ”غلامیٔ مصطفےٰ“ کا بھرپُور اِظْہار کر سکیں۔ **اس آزادی کے لئے ہم نے پاکستان حاصِل کیا۔**

اِقبال کی نظر میں آزادی کا مطلب

جب ڈاکٹر اقبال نے دو قومی نظریہ پیش کیا، اس پر کافِروں اور بعض نام نہاد مسلمانوں نے بہت شور مچایا، جس پر دونوں طرف سے باقاعدہ تحریری و تقریری مباحثے بھی چلتے رہے، اس وقت ڈاکٹر اقبال نے ایک رُباعی لکھی [1] اس کے آخری شعر میں لکھا:

بمُصْطَفٰی بَرَساں خَوَیْش رَا کہ دِیں ہَمَہ اُوسْت | اَگَر بہ اُوْ نَہ رَسِیْدِی تَمَام بُوْلَهَبِیْ اَسْت [2]

وضاحت: یعنی خود کو کھینچ کر اپنے آقا، محمد مصطفےٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قدموں میں ڈال دو، یہی غُلامی اَصْل دین ہے، اگر یہ غُلامی نہ کر سکو تو یہ دِین داری نہیں، بلکہ اَبُولہب کافِر کی پیروی ہے۔

یہ ہے آزادی۔ خُود کو کھینچ کر مصطفےٰ جانِ رحمت، شمعِ بزمِ ہدایت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قدموں میں ڈال دینا، اپنی مرضی، اپنی خواہش، اپنی تمنّا سب فنا کر کے سچے دل سے

---

1 ...تحریکِ پاکستان میں علماءِ کرام کا کردار، صفحہ: 204 خلاصۃً۔
2 ...کلیاتِ اقبال، ارمغانِ حجاز، حسین احمد، صفحہ: 754۔

”غلامیٔ مصطفےٰ“ کرلینا، یہ اَصل آزادی ہے، اسی آزادی کی بنیاد پر پاکستان بنایا گیا مگر کیا ہم یہ غُلامی کر رہے ہیں؟ آہ! 74 سال گزر گئے، ہم نے یہ غُلامی نہ کی، اُلٹا ہم نے آزادی کا مفہوم ہی بدل دیا، ہم نے بے راہ رَوِی کو آزادی سمجھ لیا، ہم نے بے لگام ہو جانے کو آزادی سمجھ لیا، عریانی کا، فحاشی کا، فیشن پرستی کا نام آزادی رکھ دیا۔ یہ ہرگز آزادی نہیں ہے، یہ تو الٹا نفس و شیطان کی غُلامی ہے۔ شیطان سب سے بڑا کافِر ہے، کافِروں کی حکومت سے چُھوٹ گئے تھے، پھر خود کو سب سے بڑے کافِر یعنی شیطان کی غُلامی میں سونپ دیا اور اس غُلامی کا نام آزادی رکھ دیا، کیا یہ آزادی ہے؟ نہیں یہ اَصل میں غُلامی ہے۔

یہ بات ہمیشہ کے لئے ذہن میں بٹھالی جائے، آزادی صِرف اور صِرف اللہ پاک کی بندگی سے اور اِطاعتِ مصطفےٰ سے ملتی ہے۔ اس کے بغیر دُنیا میں کہیں آزادی نہیں ملے گی، جو دُنیا کے پیچھے بھاگتا ہے، وہ دُنیا کا غُلام۔ جو مال کے پیچھے بھاگتا ہے، وہ مال کا غُلام۔ جو حُسن کا شیدائی ہے، وہ حُسن کا غُلام۔ جو مقام و مرتبے کے پیچھے، منصب و عہدے کے پیچھے بھاگتا ہے، وہ منصب کا، عہدے اور مقام و مرتبے کا غُلام ہے۔ اور جو سب کچھ چھوڑ کر صِرف اللہ پاک کی بندگی، اُس کے پیارے رسول، رسولِ مقبول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی فرمانبرداری کرتا ہے وہ ہر جھنجٹ سے آزاد ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹر اِقبال نے کہا:

دَرْ اِطَاعت کَوْش اَے غَفْلَت شِعَار | مِیْ شَوَد اَز جَبْر پَیْدا اِخْتِیَار [1]

اے غافِل! اطاعت میں خوب کوشش کر کہ نفس کو قابُو کرنے سے ہی آزادی ملتی ہے۔

حضرت حبیب راعی رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ تابعی بزرگ ہیں، حضرت سلمان فارسی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی صحبت میں رہے، حضرت حبیب راعی رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ نے بکریاں رکھی ہوئی تھیں، انہیں

1 ...کلیاتِ اقبال فارسی، اسرارِ خودی، مرحلہ اول: در طاعت، صفحہ: 57۔

لے کر دریائے فرات کے کنارے تشریف لے جاتے، وہیں اللہ پاک کی عبادت کیا کرتے تھے، داتا حُضُور رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ اپنی مشہور کتاب "کَشْفُ الْمَحْجُوب" میں لکھتے ہیں: ایک روز ایک شخص دریائے فرات کے قریب سے گزرا، اس نے دیکھا کہ حضرت حبیب راعی رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ نماز پڑھ رہے ہیں اور بھیڑیا بکریوں کی رکھوالی کر رہا ہے، یہ دیکھ کر بڑا تعجب ہوا، وہ شخص حضرت حبیب راعی رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ سے ملاقات کے لئے ٹھہر گیا، جب آپ نے نماز مکمل فرمائی تو سلام عرض کیا، آپ نے سلام کا جواب دیا، اس شخص نے عرض کیا: عالی جاہ! آپ کی بکریوں سے بھیڑیئے کو ایسا لگاؤ ہے کہ وہ ان کی حفاظت کر رہا تھا؟ فرمایا: اس کی وجہ یہ ہے کہ بکریوں کا مالِک اللہ پاک سے محبت کرتا ہے (یعنی میں اللہ پاک سے محبت کرتا ہوں، اس لئے مجھ سے، میری چیزوں سے جانور تک محبت کرتے ہیں)۔ پھر حضرت حبیب راعی رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ نے لکڑی کا ایک پیالہ پتھر کے نیچے رکھا، فوراً اس پتھر سے دُودھ اور شہد کے دو چشمے جاری ہوئی، آپ رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ نے دُودھ اور شہد سے بھرا ہوا پیالہ اس شخص کو دیا، یہ دیکھ کر وہ شخص حیران رِہ گیا اور بولا: عالی جاہ! آپ نے یہ مقام کیسے حاصِل کیا ہے۔ فرمایا: سیدِ عالَم، نُورِ مجسم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اِطاعت و فرمانبرداری کے ذریعے۔[1]

کی مُحَمَّد سے وفا تُو نے تو ہم تیرے ہیں ‏ | ‏ یہ جہاں چیز ہے کیا؟ لوح و قلم تیرے ہیں

سُبْحٰنَ اللہ! یہ ہے آزادی۔ کیا دُنیا میں کہیں ایسی آزادی ہے کہ بھیڑیئے بکریوں کی رکھوالی کرتے ہوں؟ ہاں! یہ بات دُرست ہے کہ یہ حضرت حبیبِ راعی رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ کی کرامت تھی اور کرامت اللہ پاک کی عطاء ہے، کوئی بھی اپنی محنت سے وَلی نہیں بَن سکتا

1 ...کَشْفُ الْمَحْجُوب، طبقہ: تبع تابعین، حبیب بن اسلم راعی، صفحہ: 140، ماخوذاً۔

مگر یہاں جو سمجھنے کا نکتہ ہے وہ حضرت حبیب راعی رَحمۃُاللہِ عَلَیْہ کا یہ فرمان ہے: میں نے یہ مرتبہ اِطاعتِ مصطفےٰ کے ذریعے حاصِل کیا ہے۔ معلوم ہوا؛ اَصْل میں آزادی غُلامیٔ رسول ہی سے ملتی ہے۔ کلیاتِ اِقْبَال میں ہے:

صنوبر باغ میں آزاد بھی ہے، پا بہ گِل بھی ہے | انہی پابندیوں میں حاصِل آزادی کو تُو کر لے[1]

''صَنَوبَر'' ایک درخت ہے، عموماً کشمیر کے علاقے میں پایا جاتا ہے، یہ بہت لمبا ہوتا ہے، اقبال نے اس کی مثال دی ہے کہ صنوبر آسمان کی طرف جانے یعنی لمبا ہونے میں آزاد ہے، جتنا چاہے اُونچا ہو جائے مگر ''پابَہ گِل بھی ہے'' یعنی اس کی جڑیں زمین میں قید ہیں، اگر صنوبر کی جڑوں کو زمین کی قید سے آزاد کر دیا جائے تو اس کے اُونچا ہونے کی آزادی ختم ہو جائے گی، یہ گِر جائے گا۔ تُم بھی انہی پابندیوں سے آزادی حاصِل کر لو، چاند پر جانا ہے، جاؤ، ترقی کرنی ہے، کرو، مگر قرآنِ کریم کی، اِطاعتِ رسول کی زنجیر گلے میں ڈال لو، پھر جتنا مرضی اُڑتے رہنا، گِرنے کا خطرہ نہیں رہے گا۔

اے عاشقانِ رسول! یہ ہے وہ آزادی جسے خُود مُصَوِّرِ پاکستان ڈاکٹر اقبال نے بیان کیا ہے۔ اپنے آپ سے پوچھئے! کیا ہمیں یہ آزادی حاصِل ہے؟ کیا ہم واقعی صحیح معنوں میں **''غُلامِ رَسُول''** ہیں؟ کیا ہمارا چہرہ غُلامانِ مصطفےٰ جیسا ہے؟ کیا ہمارا لباس غُلامانِ مصطفےٰ جیسا ہے؟ ہمارا جینے کا انداز، ہمارے طَور طریقے، ہمارا اُٹھنے، بیٹھنے کا انداز، ہمارا سونے جاگنے کا انداز، ہمارا چلنے پھرنے کا انداز، ہمارا بولنے کا انداز، ہمارا کھانے پینے کا انداز، ہمارا کمانے کا انداز، ہمارے اَخْلاق، ہمارے اَوصاف کیا یہ سب کچھ غُلامانِ مصطفےٰ جیسا ہے؟ اگر نہیں ہے تو پھر کب ہو گا؟ 74 سال تو گزر چکے آزادی حاصِل ہوئے، اگر ابھی بھی ہم صحیح

1 ...کلیاتِ اقبال، بانگِ دِرا، پھول، صفحہ: 278۔

معنوں میں آزاد نہیں ہوئے، نَفْس کی غُلامی سے، شیطان کی غُلامی سے، غیروں کی تہذیب و ثقافت کی غلامی سے اگر ابھی بھی آزاد نہیں ہوئے تو کب ہوں گے؟

جشنِ آزادی کیسے منائیں؟

ابھی 2 دِن بعد یومِ آزادی ہے، سب جانتے ہیں جشنِ آزادی پر ہمارے ہی مُعَاشرے میں کیا ماحَول ہوتا ہے۔ میوزک بجتا ہے، شور و غُل ہوتا ہے، شرابیں پی جاتی ہیں، اَوباش لڑکے وَن ویلنگ (**One Wheeling**) کرتے ہیں، سڑکوں پر اُودھم مچایا جاتا ہے۔ کیا 14 اگست ان بے ہودگیوں کا دِن ہے؟ آپ کو معلوم ہے 14 اگست کونسا دِن ہے؟ یہ وہ دِن ہے جس دِن مسلمانوں نے آزادی حاصِل کرنے کے لئے جانوں کا نذرانہ دیا تھا، ایک اندازے کے مطابق جب پاکستان بنا، **"اس وقت 30 لاکھ مسلمان شہید ہوئے تھے۔"** [1]

شہید تم سے یہ کہہ رہے ہیں، لہو ہمارا بھلا نہ دینا
قسم ہے تم کو اے سرفروشو! لہو ہمارا بھلا نہ دینا
وُضو ہم اپنے لہو میں کر کے خُدا کے ہاں سُرخرُو ہیں ٹھہرے
ہم عہد اپنا نباہ چلے ہیں، تم عہد اپنا بھلا نہ دینا

اے عاشقانِ رسول! 14 اگست اِن شہیدوں کی برسی کا دِن ہے، بَرسی کے دِن میوزک نہیں بجایا جاتا، قرآنِ کریم پڑھ کر، روزے رکھ کر، فاتحہ خوانی کر کے اپنے شہیدوں کو، فوت شدگان کو ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے۔ 14 اگست کو عبادت کیجئے، شکرانے کے نفل پڑھیے اور پاکستان کے لئے شہید ہونے والوں کو ایصالِ ثواب کیجئے۔

---

1 ... تخلیقِ پاکستان میں علماءِ اہلسنّت کا کردار، صفحہ: 14۔

ہم سُن چکے ہیں کہ بنی اسرائیل کو فِرعَون سے آزادی ملی، جب یہ آزادی ملی تو اللہ پاک کے نبی حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے یہ دِن کیسے منایا تھا؟ حدیثِ پاک میں ہے: مدینۂ پاک کے یہود 10 محرم کو روزہ رکھتے تھے، پوچھنے پر انہوں نے بتایا، اس دِن بنی اسرائیل کو فِرعَون سے نجات ملی تھی تو حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے اس شکرانے میں روزہ رکھا تھا، اسی لئے ہم 10 محرم کو روزہ رکھتے ہیں۔[1]

سُبْحٰنَ اللہ! یہ ہے جشنِ آزادی منانے کا اَصْل طریقۂ کار۔ اللہ پاک ہم سب کو ہدایت نصیب فرمائے، شیطان کی غُلامی سے، نَفْس کی غُلامی سے نجات عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم۔

یاخُدا پاک وطن کی تُو حفاظت فرما	فضل کر اس پہ سدا سایۂ رحمت فرما
اس کو تُو قلعۂ اسلام بنا دے یارَبّ	مرے پیارے وَطنِ پاک پہ رحمت فرما
آج ہے امن وطن کا مرے پارہ پارہ	پھر مہیا مرے مولیٰ! اسے راحت فرما
ہائے بدمست گناہوں میں ہوئے اہلِ وطن	یاخُدا سب کو عطا نیک ہدایت فرما
بچہ بچہ ہو نمازی مرے پاکستاں کا	اور عطا جذبۂ پابندیٔ سُنّت فرما

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! بیان کو اختتام کی طرف لاتے ہوئے سُنّت کی فضیلت اور چند آدابِ زندگی بیان کرنے کی سَعادت حاصِل کرتا ہوں۔ ایک روز تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے 3 مرتبہ فرمایا: میرے نائِب پر اللہ پاک کی رَحمت ہو۔ عَرض

1 ... بخاری، کتاب: الصوم، باب: صیام یوم عاشوراء، صفحہ: 524، حدیث: 2004۔

کیا گیا: حُضُور! آپ کے نائب کون ہیں؟ فرمایا: میری سُنّت سے مَحبّت کرنے اور دوسروں کو سکھانے والے۔[1]

سینہ تیری سُنّت کا مدینہ بنے آقا! | جنت میں پڑوسی مجھے تم اپنا بنانا

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

”تیل لگانا“ سُنَّتِ مصطفےٰ ہے

2 فرامینِ مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وآلِہٖ وسَلَّم: **(1):** جو بغیر بسم اللہ پڑھے تیل لگائے تو 70 شیاطین اس کے ساتھ شریک ہو جاتے ہیں۔[2] **(2):** جب تم میں سے کوئی تیل لگائے تو بھنوؤں (یعنی اَبْروؤں) سے شروع کرے، اس سے سَر کا دَرْد دُور ہوتا ہے۔[3]

اے عاشقانِ رسول! تیل لگانا سُنَّتِ مصطفےٰ ہے۔ ❁ ہمارے نبی، رسول ہاشمی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کثرت سے تیل استعمال فرماتے تھے ❁ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اتنا تیل لگاتے کہ مبارک زلفوں سے تیل کے قطرے ٹپک جاتے تھے۔[4] ❁ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک دن چھوڑ کر دوسرے دن تیل لگانا پسند فرماتے تھے۔[5]

اللہ پاک عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم۔

---

1 ... جامع بیانِ عِلْم، باب: عِلْم کے فضائل، جلد: 1، صفحہ: 201، حدیث: 220۔
2 ... عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی، باب: التسمیۃ اذا دھن، صفحہ: 116، حدیث: 174۔
3 ... جامع صغیر، صفحہ: 28، حدیث: 369۔
4 ... شمائل محمدیہ، باب: فی ترجل رسول اللہ، صفحہ: 115، حدیث: 33۔
5 ... شعب الایمان، باب: فی الملابس، فصل: کراہیۃ الوسخ، جلد: 5، صفحہ: 168، حدیث: 6226۔